

٩٢٠٤
۳۵/۸/۵

استفتاء

غله منڈی میں جس آڑھتی کے پاس زمیندار اپنا مال لاتا ہے تو وہ اس کے مال کی بولی لگاتا ہے۔ سب آڑھتی جمع ہو جاتے ہیں۔ اب یہاں دو صورتیں پیش آتی ہیں:

- ۱۔ بولی کے لیے جمع ہونے والے حاضرین میں سے کوئی خرید لیتا ہے۔
- ۲۔ خود بولی لگانے والا آڑھتی خرید لیتا ہے۔

پہلی صورت میں بولی لگانے والا آڑھتی کل قیمت کا 5% بطور کمیشن زمیندار سے وصول کرتا ہے۔ اس صورت کے باارے میں مسئلہ دریافت کر لیا گیا ہے۔

دوسری صورت میں جب کہ بولی لگانے والا آڑھتی خود خریدتا ہے، اس میں پھر دو صورتیں پیش آتی ہیں:

i- بولی لگانے والا آڑھتی بولی لگانے کے ساتھ ساتھ بولی بولتا بھی رہے گا۔ مثلاً حاضرین میں سے ایک نے 2800 روپے میں کی بولی دی۔ دوسرے نے 2850 کی دی۔ اس دوران بولی لگانے والا آڑھتی خود بھی بولی بولتا ہے۔ مثلاً وہ پہلے دو کے بعد 2900 روپے کی بولی بول دے گا۔ پھر کوئی اور اس سے زیادہ کی بولی لگادے گا۔ اب اگر بولی لگانے والا آڑھتی خریدنے کا ارادہ کر لے اور وہ سب سے زیادہ بولی بول دے تو وہ مال خرید لیتا ہے اور پھر 5% کمیشن کے نام سے کاٹ کر باقی پیسے زمیندار کو دے دیتا ہے۔

ii- دوسری صورت یہ پیش آتی ہے کہ بولی میں مال کا صحیح ریٹ نہیں لگا۔ جب منڈی کا کوئی آڑھتی اسے خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوا تو بولی ختم ہو جاتی ہے۔ اب بولی لگانے والا آڑھتی زمیندار سے معاملہ کر کے اس کا مال خرید لیتا ہے یا زمیندار مال رکھا دیتا ہے اور دوبارہ بولی کا انتظار کرتا ہے البتہ ایسا کم ہوتا ہے۔ اب یہاں دو مقامات پر اشکال ہو رہا ہے، جس کا حل مطلوب ہے:

i- بولی کے دوران بولی لگانے والے آڑھتی کا خود خریدنا درست نہیں کیوں کہ اس وقت وہ زمیندار کی طرف سے وکیل بالیع ہے اور وکیل بالیع کو دوران وکالت خود مال خریدنے کا حق نہیں اگرچہ موکل اجازت دے ورنہ ایک ہی شخص کا مطالب اور مطالب بنانا لازم آئے گا۔ کما وقع فی کتب الفقه۔

ii- بولی لگانے والا آڑھتی جب خود خریدتا ہے تو 5% کمیشن کے نام پر کاٹتا ہے۔ مثلاً 100 روپے کے 95 روپے زمیندار کو ملیں گے۔ اس 5% کی کٹوئی کو کیا نام دیا جائے؟



(i) کمیشن (ii) ہٹمن (iv) تحفیف فی اشمن ابتداءً

کمیشن نہیں کہہ سکتے کیونکہ آڑھتی خود خریدار ہے۔ ہٹمن پر محمول کرنا بھی مشکل ہے کیونکہ وہ رضا مندی پر موقوف ہوتا ہے جب کہ یہاں جانبین اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ البتہ ابتداءً تحفیف فی اشمن پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ یہ مراد لیا جائے کہ بیچ 95 روپے پر ہی واقع ہوئی ہے۔ البتہ اس میں اشکال یہ ہے کہ کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے کہ 100 روپے ہٹمن طے کی جائے اور اس سے مراد 95 روپے لیے جائیں۔ یہ صورت بازار میں عام ہوتی ہے کہ جب بھی کوئی کمپنی سیل (Sale) لگاتی ہے تو لکھا ہوتا ہے کہ 20% ڈسکاؤنٹ۔ اب اصل بل تو پوری قیمت پر بنتا ہے لیکن بل کے آخر میں مذکورہ ڈسکاؤنٹ دیا جاتا ہے۔

۱۔ ہٹمن پر محمول کرنا اس لیے مشکل ہے کہ زمیندار یہ سمجھتا ہے کہ بیچ تو 100 پر ہوئی 5 روپے کمیشن کی کٹوٹی ہے۔ اگر اس کو معلوم ہو کہ یہ کمیشن نہیں بلکہ ہٹمن ہے (جو کہ بہر حال زمین دار کی اجازت اور رضا مندی پر موقوف ہے) تو عام طور پر وہ اس پر راضی نہ ہو گا بلکہ 100 کا ہی تقاضا کرے گا۔ نیزاب آڑھتی اس بیچ سے (جو 100 پر ہوئی) انکار بھی نہیں کر سکتا کیونکہ بیچ لازم ہو چکی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْجَوَابُ حَامِدًا وَ مَصْلِيَا

مذکورہ صورت میں آڑھتی زمیندار کی طرف سے وکیل بالبیع ہے اور چونکہ حقیقتاً عاقد بھی وہی (وکیل) ہے اس لیے عقدِ بیع کے تمام حقوق بھی اسی وکیل (آڑھتی) کی طرف راجع ہوں گے، لہذا اس وکیل (آڑھتی) کے لیے اس بیع کو خود خرید لینا جائز نہیں، اگرچہ موکل (زمیندار) نے وکیل کو اس کی اجازت بھی دی ہو کیونکہ اس صورت میں اس وکیل کا مطالب اور مطالب بنالازم آئے گا اور نزاٹ کی صورت میں یہی نخاص میں اور نخاص میں ہو گا اور فقهاء کرام رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ ایک ہی شخص عقد کے دونوں طرفوں کا مالک نہیں بن سکتا۔ (دیکھیے عبارت نمبر اتنے)

اور اگر اس کے باوجود بھی وکیل بالبیع اس بیع کو خود خرید لے تو اس صورت میں یہ بیع فاسد ہو گی اور بیع فاسد کا اصل حکم یہ ہے کہ اگر بیع موجود ہے اور علیٰ حالہ قائم ہے تو اس بیع کو فسح کرنا اور بیع کو اصل مالک کی طرف لوٹانا ضروری ہے لیکن اگر بیع کے ہلاک ہونے کی وجہ سے یا کسی اور بناء پر بیع کو فسح کرنا متعدز ہو تو اگر بیع مثلی ہے تو اس کا مثل اور اگر قیمتی ہے تو جس دن بیع پر قبضہ کیا ہے اس دن کی قیمت اس وکیل پر لازم ہو گی اور اس قیمت میں کمیشن، حملہ نہیں یا تحفیف فی الشمن ابتداء کے نام کسی قسم کی کٹوتی نہیں ہو گی۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۱۱۸)

البتہ اگر وکیل (آڑھتی) اس چیز کو خریدنا چاہتا ہے تو اس میں دو صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں:

- (۱) پہلی صورت وہ ہے جس کو ”رد المحتار“ اور ”شرح المحلۃ للاتاسی“ میں بیان کیا گیا ہے کہ پہلے یہ وکیل (آڑھتی) کسی جنبی کو یہ بیع فروخت کر دے اس کے بعد اس بیع کو جنبی سے خرید لے۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۱۲ اور ۱۳)
- (۲) دوسری صورت یہ اختیار کی جاسکتی ہے کہ یہاں دو الگ الگ عقد کیے جائیں (۱) وکالت موقتہ (۲) بیع مطلق۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمیندار، آڑھتی کو یوں کہے کہ تم میرا یہ مال فروخت کرو اور اس کی فروختگی پر تمہیں مثلاً ۵ فیصد کمیشن دوں گا لیکن تمہیں اس مال کی فروختگی کا حق صرف اس بولی کے اختتام تک ہے، لہذا بولی کے اختتام تک اگر کسی ایک ریٹ پر اتفاق ہو جائے تو ریٹ لگانے والے کو وہ مال فروخت کر دیا جائے اور آڑھتی کو اس کا کمیشن مل جائے گا اور اگر کسی ریٹ پر اتفاق نہیں ہوتا تو بولی ختم ہو جائے گی اور وکالت کی مدت بھی پوری ہو جائے گی اور چونکہ وہ مال فروخت نہیں ہوا اس لیے اس کو کمیشن نہیں ملے گا اور آڑھتی کی حیثیت ایک عام آدمی کی ہو جائے گی، اب اگر آڑھتی اس مال کو خریدنا چاہ رہا ہے تو زمیندار سے عقدِ بیع کر لے اور اس کا مال خرید لے۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۱۴)



البته اس دوسری صورت میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے (۱)۔۔۔ یہ کہ جس وقت بولی لگائی جا رہی ہے آڑھتی ساتھ ساتھ خود بولی نہ لگائے، کیونکہ وکیل بالیع ہونے کی بناء پر خریدنے کی نیت سے بولی لگانادرست نہیں اور اگر خریدنے کی نیت نہ ہو تو یہ صورت بخش میں داخل ہے اور بخش مکروہ تحریکی ہے۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۱۶۱۲)

(۲)۔۔۔ یہ کہ اس صورت میں آڑھتی کی دو حیثیتیں ہیں اور ان دونوں حیثیتوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا ضروری ہے؛ ایک حیثیت وکیل کی ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک زمیندار کامال وکیل ہونے کی حیثیت سے آڑھتی کے قبضہ میں ہے اس دوران اگر مال آڑھتی کی تعداد کے بغیر ہلاک ہو جائے تو موگل کی ملکیت ہی ہلاک ہو گی آڑھتی پر اس کا ضمان نہیں آئے گا اور دوسری حیثیت مشتری کی ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر مال ہلاک ہو جائے تو آڑھتی کی ملکیت ہلاک ہو گی اور اگر شمن ادا نہیں کیا تو آڑھتی پر اس مال کا شمن ادا کرنا لازم ہو گا لذاتبازع سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ جب بولی ختم ہو جائے تو آڑھتی موگل کو اس کی اطلاع کر دے اس کے بعد موگل کی اجازت سے وہ مال خرید لے۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۱۸۱ اور ۱۸۲)

(۱) شرح المجلة للاتاسي - (471/4)

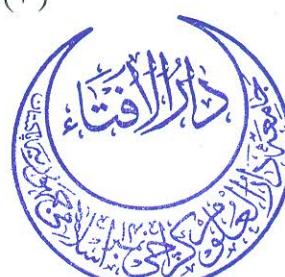
المادة (1488) - (لو باع الوكيل بالشراء ماله موكله لا يصح) المراد ان الوكيل بالشراء لا يملك شراء مال نفسه موكله كما ان الوكيل بالبيع لا يملك بيع مال موكله من نفسه كما مستصرح به المادة (1496) ... بخلاف البيع من نفسه او من ابنه الصغير او عبده ولا دين عليه فانه لا يجوز وان أمره الموكيل بذلك صريحاً على ذلك بان الواحد لا يتولى طرف العقد لانه يصير مستزيداً و مستنقضاً، قابضاً و مسلماً، مخاصِماً و مخاصَماً في العيب وفي ذلك من التضاد مالا يخفى

(۲) الفتاوى الهندية - (589 / 3)

الوکیل بالیع لا یملک شراءه لنفسه لأن الوحد لا یكون مشترياً وبائعاً كذا في الوجيز للكردري. ولو أمره أن یبيع من نفسه أو یشتري لم یجز أيضاً وكذا لو باع الوکیل من ابن له صغير لم یجز ولو باع من عبده أو مکاتبه لا یجوز بالإجماع كذا في السراج الوهاج.

(۳) الدر المختار - (521 / 5)

لا یعقد وکیل الیع والشراء والإحارة والصرف والسلم ونحوها (مع من ترد شهادته له) للتهمة وجوازه بمثل القيمة (إلا من عبده ومکاتبه إلا إذا أطلق له الموكل) کبع من شئت (فيجوز بيعه لهم بمثل القيمة) اتفاقاً (کما یجوز عقده



معهم بأكثر من القيمة) اتفاقاً: أي بيعه لا شراؤه بأكثر منها اتفاقاً، كما لو باع بأقل منها بغير فاحش لا يجوز اتفاقاً، وكذا ي sisir عنده خلافاً لـ لما ابن ملك وغيره. وفي السراج: لو صرح بجسم جاز إجماعاً إلا من نفسه وطفله
وعبده غير المديون.

(٤) حاشية ابن عابدين (رد المختار) - (٥ / ٥)

(قوله إلا من نفسه) وفي السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه يجوز إجماعاً إلا أن بيته من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلا يجوز قطعاً وإن صرح به الموكيل أهداً منح. الوكيل بالبيع لا يملك شراءه لنفسه؛ لأن الوارد لا يكون مشترياً وبائعاً فيبيعه من غيره ثم يشتريه منه

(٥) الهدایة في شرح بداية المبتدى - (١٣٧ / ٣)

قال: "والعقد الذي يعقده الوكلا على ضررين: كل عقد يضيقه الوكيل إلى نفسه كالبيع والإجارة فحقوقه تتعلق بالوكيل دون الموكيل".

(٦) حاشية ابن عابدين (رد المختار) - (٥٦٠ / ٤)

(قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العائد حقيقة شرح الوهبة وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له.

(٧) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) - (٣٣٤ / ٥)

وافتئت بأن ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل؛ لأنه وكيل بالأجر

(٨) الدر المختار - (٧٤ / ٥)

(و) فسد (شراء ما باع بنفسه أو بوكيله) من الذي اشتراه ولو حكم كوارثه (بالأقل) من قدر الثمن الأول (قبل نقد) كل (الثمن) الأول... (وشراء من لا تجوز شهادته له) كابنه وأبيه (كشراءه بنفسه) فلا يجوز أيضاً خلافاً لـ لما في غير عبده ومكاتبته



(٩) حاشية ابن عابدين (رد المختار) - (٧٤ / ٥)

(قوله بنفسه أو بوكيله)... لأن بيع وكيله بإذنه كبيعه بنفسه. والوكيل بالبيع أصيل في حق الحقوق، فلا يصح شراؤه لنفسه؛ لأن شراء البائع من وجه ولا غيره؛ لأن الشراء واقع له من حيث الحقوق فكان هذا شراء ما باع لنفسه من وجه، كذا يفاد من الزيلعي أيضاً... (قوله كابنه وأبيه) وكعده ومكاتبته؛ لأن شراء هؤلاء كشراء البائع بنفسه لاتصال منافع المال بينهم، وهو نظير الوكيل في البيع إذا عقد مع هؤلاء زيلعي: أي نظير ما لو باع الوكيل من ابنه ونحوه

(١٠) الدر المختار - (٤٨٨ / ٥)

(وإذا قبض المشتري المبيع برضاء) عبر ابن الكمال بإذن (بائعه صريحاً أو دلالة) بأن قبضه في مجلس العقد بحضوره (في البيع الفاسد) وبه خرج الباطل وتقديم مع حكمه وحينئذ فلا حاجة لقول المدعاة والعنابة: وكل من عوضيه مال كما أفاده ابن الكمال، لكن أحباب سعدي بأنه لما كان الفاسد يعم الباطل مجازاً كما مر حق إخراجه بذلك فتنبه. (ولم ينفعه) البائع عنه ولم يكن فيه خيار شرط (ملكه) إلا في ثلاثة في بيع المازل وفي شراء الأب من ماله لطفله أو بيعه له كذلك فاسداً لا يملكه حتى والمقبوس في يد المشتري أمانة لا يملكه به. وإذا ملكه ثبت كل أحكام الملك إلا خمسة: لا يحل له أكله، ولا لبسه، ولا وظفها، ولا أن يتزوجها منه البائع، ولا شفعة لجاره لو عقاراً أشباها. وفي الجوهرة وشرح المجمع: ولا شفعة بها فهي سادسة (بمثله إن مثلياً وإن فبقيمته) يعني إن بعد هلاكه أو تعذر رده (يوم قبضه) ؛ لأن به يدخل

في ضمانه فلا تعتبر زيادة قيمته كالمغصوب

(١١) حاشية ابن عابدين (رد المختار) - (٩٠ / ٥)

(قوله يعني إن بعد هلاكه إلخ) تقيد لضمانه بالثلث أو بالقيمة؛ لأنه إذا كان قائماً بحاله كان الواجب رد عينه (قوله أو تعذر رده) عطف عام على خاص؛ لأن تعذر الرد يكون بالهلاك وبتصرف قولي أو حسي مما يأتي

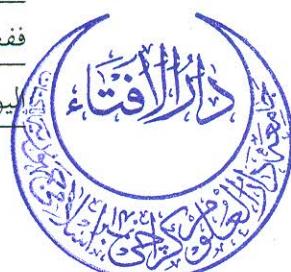
(١٢) شرح المجلة للاتاسي - (٤٨٧/٤)

المادة (١٤٩٦) (إذا اشتري الوكيل بالبيع مال مؤكله لنفسه لا صحة...) ... إن الحيلة ملء أراد أن يشتري ما وكل بيعه لنفسه أو طفله أن يبيعه من أحبني ثم يشتريه منه لنفسه أو طفله فافهم

(١٣) الفتوى الهندية - (٥٦٧ / ٣)

ومنه صحة إضافتها فتقبل التقيد بالزمان والمكان، فلو قال: بعه غداً لم يجز بيعه اليوم، ولو قال: اعتق عبدي هذا أو طلق امرأتي غداً لا يملكه اليوم، ولو قال: بع عبدي اليوم أو قال: اشتري عبداً اليوم أو قال: اعتق عبدي اليوم ففعل ذلك غداً فيه روایتان بعضهم قالوا الصحيح أن الوكالة لا تبقى بعد

اليوم كذا في فتاوى قاضي حان



(١٤) مشكاة المصايب - (٢ / ١٤)

وعن أبي هريرة : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : " لا تلقوا الركبان
لبيع ولا يبع بعضكم على بيع بعض ولا تناجشوا ولا يبع حاضر لباد ولا
تصروا الإبل والغنم فمن ابتعها بعد ذلك فهو بخیر النظرين بعد أن يخلبها :
إن رضيها أمسكها وإن سخطها ردّها وصاعا من تمر

(١٥) مرقة المفاتيح شرح مشكاة المصايب - (٩ / ٣٢٥)

ولا تناجشوا بحذف إحدى التاءين والنجش هو الزيادة في ثمن السلعة من غير
رغبة فيها لتخديع المشتري وترغيبه ونفع صاحبها

(١٦) البحر الرائق، دار الكتاب الإسلامي - (٦ / ١٠٧)

(قوله وكراه النجش) شروع في مكرهات البيع، ولما كان المكره دون الفاسد
أخره، وليس المراد بكونه دونه في حكم المنع الشرعي بل في عدم فساد العقد،
وإلا فهذه كلها تحريمية لا نعلم خلافا في الإثم كذا في فتح القدير، وقد بحث
هنا بحثا لا طائل تحته تركته عمداً، وقد تقرر في الأصول أن كل منهني عنه
قبیح فإن كان لعينه أفاد بطلانه، وإن كان لغيره فإن كان لوصف كبيع الربا
والبيع بشرط مفسد أفاد فساده، وإن كان بمحابير كهذه البيوع المكرهة أفاد
كرامة التحرير مع الصحة

(١٧) الهدایة في شرح بداية المبتدى - (٣ / ١٤٠)

فإن هلك المبيع في يده قبل حبسه هلك من مال المؤكل ولم يسقط الشيء
لأن يده كيد المؤكل، فإذا لم يحبسه يصير المؤكل قابضاً بيده

(١٨) الفتوى الهندية - (٣ / ٢٣)

إذا تجنس القبضان بأن كانا قبض أمانة أو ضمان تناوباً وإن اختلفا نائباً
المضمون عن غيره لا غير..... والله سبحانه وتعالى أعلم



جندى احمد خان

دارالافتاء جامعه دارالعلوم کراچی

١٤٣٥ھ شعبان

١٤٢٠ء جون

بنده محمد الحسن عقیل عزیز
الله ۱۴۳۵-۸۰۲

الجواہر الحجج

١٤٣٥/٨/١٣

